

باب 12

پاکستان کی بیرونی تجارت

Foreign Trade of Pakistan

بیرونی تجارت کی اہمیت:

ہماری معیشت میں بیرونی تجارت کو بڑی اہمیت حاصل ہے جیسا کہ درج ذیل باتوں سے معلوم ہوتا ہے:

- 1- داخلی پیداوار کا اہم حصہ: پاکستان کی برآمدات و درآمدات کی مالیت پاکستان کی خام داخلی پیداوار (G.D.P) کا اہم حصہ ہوتی ہے۔ کیونکہ جی۔ڈی۔پی کے تقریباً دو سو حصہ کے برابر اشیاء برآمد کر دی جاتی ہیں۔
- 2- صنعتی ترقی کا دار و مدار: پاکستان کی صنعتی ترقی کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ اشیاء برآمد کر کے کافی زرمبادلہ کمایا جائے اور اس سے مشینیں، خام مال، فاضل پرزے، کیمیائی اشیاء، معدنی تیل، پٹرول، ایندھن اور دیگر ترقیاتی ساز و سامان درآمد کیا جائے تاکہ ملکی صنعت ترقی کر سکے۔

3- بیرونی قرضہ:

پاکستان نے معاشی سکیموں اور ترقیاتی پروجیکٹوں کو مکمل کرنے کے لیے بیرون ملک سے بہت سا قرضہ لے رکھا ہے اس کی واپسی اور سود کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ برآمدات بڑھا کر زرمبادلہ کمایا جائے۔ یہ قرضہ کنسورٹیم (Consortium) (یعنی شریک ممالک) سے لیا گیا ہے۔ ان میں یہ ممالک اور ادارے شامل ہیں: جاپان، امریکہ، برطانیہ، فرانس، کینیڈا، اٹلی، مالی، بینک اور بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی وغیرہ۔ ان کے علاوہ پاکستان نے اسلامی ملکوں سے بھی قرضہ لیا ہے۔ جن میں یہ شامل ہیں: ابو ظہبی، کویت، سعودی عرب اور اسلامی ترقیاتی بینک وغیرہ۔

4- قرضہ اور سود کی واپسی کا مسئلہ:

پاکستان کی درآمدات اس کی برآمدات سے زیادہ ہوتی ہیں اس لئے ادائیگیوں کے توازن میں مسلسل خسارہ چلا آرہا ہے نیز ترقیاتی مقاصد کے لئے اس نے غیر ممالک سے بہتر قرضہ لے رکھا ہے جس کے باعث سالانہ سود کی رقم میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ برآمدات کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے تاکہ ملک پر قرضہ اور سود کا بوجھ کم کیا جاسکے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan):

یہاں ہم پاکستان کی برآمدات کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں:

1- سوئی دھاگہ (Cotton Yarn):

پاکستان کی برآمدات میں بہت زیادہ زرمبادلہ کمانے والی شے سوئی دھاگہ (کاشن یارن) ہے۔ 1970-71ء میں صرف 34 کروڑ روپے کا یارن برآمد ہوا تھا جب کہ 2009-10ء کی پہلی نو ماہی میں 121 کروڑ ڈالر کا۔

- 4- زکوٰۃ مندرجہ ذیل میں سے کس پر واجب ہوتی ہے۔
- 5- زرعی پیداوار ب۔ سرچشیں
- 5- زکوٰۃ کے مستحقین کی کتنی اقسام ہیں۔
- 6- پانچ ب۔ بیات
- 6- زکوٰۃ کی شرح ہے۔
- 7- ا۔ دو فیصد ب۔ ۴ اڑھائی فیصد
- 7- زکوٰۃ ہے۔
- 8- مالی عبادت ب۔ اسلام کارکن
- 8- پاکستان کی مرکزی حکومت کے ذرائع آمدنی میں یہ شامل ہیں
- 9- ا۔ ۴ کسٹمر ب۔ پراپرٹی ٹیکس
- 9- پاکستان میں وفاقی بجٹ پارلیمنٹ میں پیش کرتا ہے
- 10- ا۔ صدر مملکت ب۔ وفاقی وزیر تجارت
- 10- حکومت پاکستان اپنے مالی وسائل یوں بڑھاتی ہے۔
- 11- انوٹ چھاپ کر ب۔ لوگوں پر ٹیکس بڑھا کر
- 11- حکومت پاکستان کے بجٹ کا زیادہ حصہ اس پر خرچ ہوتا ہے۔
- 12- ا۔ تعلیم ب۔ صحت
- 12- زکوٰۃ کی شرح ہے۔
- 13- ا۔ قنائب ب۔ ۴ معینہ
- 13- کونسا مرکزی حکومت کا ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔
- 14- ا۔ ۴ آبیانہ ب۔ آمدنی ٹیکس
- 14- کونسا ٹیکس براہ راست ٹیکس ہے۔
- 15- ا۔ سٹرنٹ ٹیکس ب۔ درآمدی ٹیکس
- 15- کس اصول کی روشنی میں ہر شخص اپنی اہلیت کے مطابق ٹیکس ادا کرتا ہے۔
- 16- ا۔ اصول سہولت ب۔ اصول چکداری
- 16- اپنی آمدنی کو پوشیدہ رکھنے کے خصوصیت کس میں نہیں پائی جاتی۔
- 1- نجی مالیات ب۔ سرکاری مالیات
- 1- نجی مالیات ب۔ سرکاری مالیات



2- ہوزری و تیار شدہ کپڑے (Hosiery and Ready-made Garments):

یہ بہت زیادہ درآمد کرنے والی شے ہے۔ جیسے جیسے ملک میں اس صنعت نے ترقی کی ہے اس کی برآمد بڑھتی گئی ہے۔ 1970-71ء میں صرف اڑھائی کروڑ روپے کی مصنوعات برآمد کی گئیں جو بڑھ کر 2010-11ء کی (پہلی نوامی) میں 169 کروڑ ڈالر کی ہو گئیں۔ ان کی برآمد میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔

3- سوتی کپڑا (Cotton Cloth):

پہلے پھل سوتی مصنوعات کی برآمدات معمولی ہوتی تھیں لیکن بعد میں بڑھتی چلی گئی۔ 1970-71ء میں ہم نے 31 لاکھ روپے کا کپڑا برآمد کیا جب کہ 2010-11ء (کی نوامی) میں کاشن کلاکھ کی برآمد سے 1,955 ملین ڈالر کی آمدنی حاصل ہوئی۔

4- بیلڈیز (Bed Wear):

اس کی برآمد میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔ 2010-11ء میں اس کی برآمدی مالیت 1,739 ملین ڈالر تھی۔

5- چاول (Rice):

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی سالوں میں چاول برآمد نہیں کیا جاتا تھا، لیکن اب چاول کی اعلیٰ اقسام برآمد کر کے کافی درآمد کیا جاتا ہے۔ یہ پاکستان کی اہم برآمدی شے ہے۔ 1970-71ء میں 17 کروڑ روپے کا چاول برآمد ہوا جبکہ 2010-11ء کی پہلی نوامی میں 1,774 ملین ڈالر کا چاول برآمد ہوا۔

6- کپاس (Cotton):

ہماری برآمدات میں کپاس کو بھی اہم حیثیت حاصل ہے۔ کل زیر کاشت رقبہ کے بارہ فیصد پر کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ گزشتہ 60 سال کے دوران میں زیر کاشت رقبہ دو گنا اور پیداوار پانچ گنا ہو گئی ہے۔ ابتدائی سالوں میں اس کی برآمد بہت زیادہ تھی لیکن جیسے جیسے ملک میں سوتی کپڑا بنانے کے کارخانے قائم ہوتے گئے ملک کے اندر کپاس کا استعمال بڑھتا گیا۔ اور اس کی برآمد گھٹتی چلی گئی۔ 2009-10ء کی پہلی نوامی میں 263 ملین ڈالر کی کپاس برآمد کی گئی۔

7- چمڑا (Leather) اور چمڑے کی مصنوعات:

پاکستان کی ایک اور اہم برآمدی شے چمڑا اور اس کی مصنوعات ہیں۔ ان کی مقدار اور قیمت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ بڑے بڑے خریدار یہ ہیں: اٹلی، چین، جاپان، روس، فرانس، جرمنی وغیرہ۔ 2010-11ء میں ان کی برآمدی مالیت 806 ملین ڈالر ہو گئی۔

8- قالین (Carpets):

پاکستان میں قالین کی صنعت کافی ترقی کر رہی ہے اور غیر ممالک کو اس کی برآمد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی مانگ میں اس لیے اضافہ ہوتا جا رہا ہے کہ ایک تو ان کا معیار عمدہ ہے اور دوسرے ان کی قیمت عالمی منڈی میں باکفایت ہے۔ ان کے بڑے بڑے خریدار یہ ہیں: مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، فرانس، امریکہ، یوگوسلاویہ، نیدرلینڈ اور اٹلی۔ 2009-10ء میں 17 ملین ڈالر کے برآمد ہوئے۔

9- مچھلی (Fish) اور دیگر اشیائے خوراک:

پاکستان مچھلی برآمد کر کے کافی درآمد کار ہوا ہے اور اس کی برآمدی مالیت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ مچھلی کی برآمد بڑھ کر 2010-11ء کی نوامی میں 234 ملین ڈالر ہو گئی۔ دیگر اشیائے خوراک میں: مکند، مچھلی، سبزیاں، گوشت، مصالحات وغیرہ شامل ہیں۔

10- متفرق برآمدات:

گزشتہ چند سالوں میں متفرق برآمدات میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ ان میں یہ چیزیں شامل ہیں: کپاس کی منضی پیداواریں، کھلی، تھپاکو

پاکستان کی برآمدات و تجارت

جسے 'کیسیا دیات' دوا میں، اون، پھل، سبزیاں، تولیے، سامان کھڑکی، مشینری اور سامان مواصلات وغیرہ کل برآمدات میں سب سے زیادہ حصہ (55.3 فیصد) کپاس اور اس کی مصنوعات کا ہے اور دوسرے نمبر پر چاول کا حصہ یعنی 8.8 فیصد۔

برآمدات کی نوعیت (Composition of Exports):

جیسے جیسے پاکستان صنعتی اعتبار سے ترقی کرتا گیا ہے اس کی برآمدات کی ہیئت بدلتی گئی ہے۔ پہلے پہل ابتدائی نوعیت کی اشیاء (Primary Goods) زیادہ برآمد ہوتی تھیں لیکن اب مصنوعات (Manufactured Goods) کا حصہ بڑھ گیا ہے۔ یہیہا کہ ذیل کے نقشہ نمبر 1 سے ظاہر ہے۔ زرعی اور ابتدائی نوعیت کی اشیاء میں شامل ہیں: کپاس، اون، کھالیں، چاول، مچھلی، تھپاکو جب کہ مصنوعات میں یہ شامل ہیں: سوتی دھاک، سوتی کپڑا، سینٹ پیٹ ڈارٹس، تیار کپڑے، ہوزری، کیسیا دیات، قالین، کھیلوں کا سامان وغیرہ۔

سال	ابتدائی نوعیت کی اشیاء (Primary Goods)	نیم مصنوعات (Semi-manufactured)	مصنوعات (Manufactured Goods)
1959-60ء	72	—	28
1970-71ء	33	24	43
1990-91ء	19	24	57
2000-01ء	13	15	72
2010-11ء	18	12	70

اس سے پتہ چلتا ہے کہ 1959-60ء میں پاکستان کی برآمدات میں 72 فیصد زرعی اور ابتدائی نوعیت کی اشیاء شامل ہوتی تھیں جو کم ہو کر 2010-11ء میں صرف اٹھارہ فیصد رہ گئیں کیونکہ صنعتی ترقی کے باعث بہت سا خام مال ملک کے اندر استعمال ہونے لگا ہے۔ اس کے برعکس 1959-60ء میں برآمدات میں مصنوعات کا حصہ 28 فیصد تھا جو بڑھ کر 2010-11ء میں 70 فیصد ہو گیا۔

پاکستان اپنی برآمداتی آمدنی کے لئے چند اشیاء کی برآمد پر انحصار کرتا ہے۔ ان میں ٹوبہ بڑی بڑی اشیاء شامل ہیں جن کی برآمدی مالیت اب بھی کی برآمدی مالیت کا 80 فیصد ہوتی ہے۔ ان میں یہ شامل ہیں: کپاس اور کپاس کی مصنوعات، چمڑا، چاول، مصنوعی ریشمی کپڑا، کھیلوں کا سامان۔ 2010-11ء کے دوران پاکستان کی اہم برآمدات کی مالیت اور ان کا فیصد حصہ:

شے	مالیت (ملین ڈالر)	فیصد حصہ
1- کپاس اور سوتی مصنوعات مثلاً سوتی دھاک، سوتی کپڑا	11,149	55.4
2- چاول	1,775	8.8
3- دیگر اشیائے خوراک	1,701	8.4
4- چمڑا اور اس کی مصنوعات	806	4
5- پٹرولیم کی مصنوعات	1,090	5.5
6- کیمیکلز	712	3.5

14.4	2,921	
100	20,154	
		میزان

پاکستان کی برآمدات بڑھانے کے طریقے (Measures to Promote Exports):

پاکستان کی برآمدات اس کی درآمدات سے تھوڑی ہوتی ہیں نیز یہ کچھ حد تک خام مال اور ابتدائی نوعیت کی اشیاء پر مشتمل ہوتی ہیں لہذا ہمارا توازن ادائیگی (Balance of Payments) منہجاً خسارہ میں رہتا ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی برآمدات کی مقدار زیادہ کی جائے اور زرعی اشیاء کے ساتھ ساتھ مصنوعات کی پیداوار بھی بڑھائی جائے تاکہ برآمدات میں مصنوعات شامل ہو سکیں۔ برآمدات بڑھانے کے لیے درج ذیل طریقے اختیار کرنے چاہئیں:

1- زرعی و صنعتی پیداوار میں اضافہ: زرعی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ اقدامات کئے جانے چاہئیں: سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔ زرعی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ اقدامات کئے جانے چاہئیں: زرعی اصلاحات کا نفاذ، زراعت میں مشینوں کا استعمال، نئی ٹیکنالوجی اور نئے طور طریقوں سے فائدہ اٹھانا، برآمد ہونے والی اشیاء کی پیداوار پر زور دینا وغیرہ۔ اسی طرح صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی، ٹیکسوں کی مراعات، فیکٹریوں میں نئی مشینوں کی تنصیب اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال وغیرہ۔

2- مصارف پیداوار (Cost of Production) میں کمی: اس وقت بین الاقوامی منڈیوں میں ہماری برآمدات کو سخت مقابلہ درپیش ہے۔ لہذا برآمدات بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف ان کا معیار اعلیٰ ہو اور دوسری طرف ان کی قیمت مقابلہ کم ہو تاکہ عالمی خریدار ہماری اشیاء کو ترجیح دیں چنانچہ قیمت کم کرنے کے لئے درکار یہ ہے کہ اشیاء پیدا کرنے کے اخراجات گھٹائے جائیں یہ بھی ہو سکتا ہے جب ملک میں مکمل مقابلہ کو فروغ دیا جائے مزدوروں کی استعداد کار بڑھانے کے لئے اقدامات کئے جائیں سرمایہ کی استعداد ختم زیادہ کی جائے جدید مشینیں اور پیداوار کے نئے طریقے استعمال میں لائے جائیں۔ مزدوروں کو مختلف زرعی و صنعتی فنون میں تربیت دی جائے۔ ان اقدامات سے مصارف پیداوار کم ہو جائیں گے اور عالمی منڈیوں میں پاکستانی اشیاء کی مانگ بڑھ جائے گی۔

3- نئی نئی منڈیوں کی تلاش: ضروری ہے کہ پاکستان میں پیدا ہونے والی اشیاء اور مصنوعات کے لئے بیرونی دنیا میں منڈیاں اور خریدار تلاش کئے جائیں ان کی طلب وسیع کی جائے اور ملک کے اندر یہ اشیاء پیدا کرنے والوں کو بیرونی منڈیوں کے بارے میں مکمل معلومات بہم پہنچائی جائیں۔

4- مالیات کی فراہمی: جو تجارتی اشیاء برآمد کرتے ہیں انہیں وافر مقدار میں قرضہ اور مالیاتی سہولتیں بہم پہنچانی چاہئیں تاکہ وہ اپنے برآمدی کاروبار کو فروغ دے سکیں اور وسیع کے راستے میں مالیات کی کمی رکاوٹ نہ بنے۔

5- محصولات کی تخفیف (Reduction in Tariff): برآمدات میں اضافہ کے لئے ضروری ہے کہ جن اشیاء کی برآمدی تجارت میں شامل ہونے کے روشن امکانات ہیں انہیں سرکاری اعانت (Subsidy) دی جائے اور جن اشیاء کی برآمد کم ہے ان پر سے تجارتی محصولات (Tariff) کی شرح کم کر دی جائے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کی برآمد بڑھ جائے۔

حکومت پاکستان نے برآمدات بڑھانے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ان کا ذکر آگے کیا گیا ہے۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan):

اب ہم پاکستان کی درآمدات کا جائزہ لیتے ہیں۔ بعض چیزیں حکومت خود درآمد کرتی ہے جن میں دفاع کا سامان، کھانا اور تاج وغیرہ شامل ہیں باقی پرائیویٹ تاجر درآمد کرتے ہیں۔ درآمدات کی تفصیل جدول نمبر 2 سے ظاہر ہوتی ہے۔ پاکستان کی درآمدات کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے:

شے	پاکستان کی درآمدات (ملین روپے)	1997-98ء	2001-02ء	2010-11ء (جولائی-مارچ)
پٹرولیم اور مصنوعات	67,507	1,72,578	6,92,397	
مشینری (غیر برقی)	69,341	96,832	3,39,688	
موصلات کا سامان	20,849	30,587	1,23,885	
خوردنی تیل	33,304	24,034	1,22,856	
کیمیکلز	51,747	82,263	2,84,237	
اتاج اور دالیں	32,697	11,636	33,780	
لوہے اور فولاد کی مصنوعات	19,003	24,633	1,00,738	
بجلی کی مصنوعات	13,236	7,835	54,374	
چائے	9,818	9,611	22,329	
ادویات	10,745	13,988	42,903	
کیمیائی کھادیں	9,079	10,904	35,286	
کاغذ، گیسٹ مشینری	5,435	8,608	26,948	
مصنوعی ریشمی دھاگہ	1,656	5,054	34,155	
غیر آہنی دھاتیں	4,260	6,757	23,965	
رنگ	5,927	7,775	20,375	
چینی	1,686	1,485	30,149	
مسترق	80,048	1,20,050	4,70,750	
میزان	4,36,338	6,34,630	24,83,769	

1- مشینری (غیر برقی) (Non-electric):

پاکستان اپنی درآمدات میں کثیر رقم مشینری کی درآمد پر خرچ کرتا ہے۔ مثلاً 1969-70ء میں مشینوں کی درآمد پر اکہتر کروڑ روپے اور 2001-02ء میں 9,683 کروڑ روپے صرف ہوئے جو بڑھ کر 2010-11ء (جولائی-مارچ) میں 33,968 کروڑ روپے ہو گئے۔ اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہوتی گئی ہے۔

2- پٹرول و پیدواریں (Petroleum & Products):

مالیت کے اعتبار سے پاکستان کی درآمدات میں پہلے نمبر پر اہمیت پٹرولیم اور اس کی مصنوعات کی ہے۔ کیونکہ 1969-70ء میں ان کی درآمد پر 20 کروڑ روپے اور 2001-02ء میں 17257 کروڑ روپے صرف ہوئے جب کہ 2010-11ء کی نو ماہی میں 69239 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ اس پر خرچ ہونے کی وجہ سے کہ بین الاقوامی منڈی میں پٹرول کی قیمت میں اضافہ ہو چکا ہے۔

3- نقل و حمل کا سامان (Transport Equipment):

پاکستان میں انجنیئرنگ کے وسیلے اور دیگر گاڑیوں کا کافی مقدار میں درآمد کی جاتی ہیں تاکہ ملک میں مواصلات ترقی کرے کیونکہ معاشی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے چنانچہ 1969-70ء کے مقابلہ میں 1990-91ء میں ان کی درآمد 32 گنا ہو گئی۔ 2010-11ء کی نو ماہی میں 12,388 کروڑ روپے کا سامان درآمد کیا گیا۔

4- کیمیکلز (Chemicals):

کیمیکلز بھی صنعتی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی درآمد بھی بدستور بڑھتی گئی ہے۔ 1969-70ء میں صرف 9 کروڑ 10 لاکھ روپے کے درآمد کے لیے لیکن 2010-11ء کی نو ماہی میں 28,423 کروڑ روپے کے۔

5- اشیائے خوراک (Food Products):

پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن اس کے باوجود اشیائے خوراک میں خود کفیل نہیں ہے۔ چنانچہ اسے غلہ اور دالیں درآمد کرنا پڑتی ہیں نیز ان اشیاء کی درآمد مسلسل بڑھتی گئی ہے مثلاً 1969-70ء میں اناج دالیں اور آٹا کی درآمد پر ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی گئی جبکہ 2010-11ء (جولائی-مارچ) کے دوران اس پر 3,378 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ ایک اور توجہ دہش بات یہ ہے کہ چائے پر درآمدی خرچ بڑھتا جا رہا ہے۔ مثلاً 1971-72ء میں سولہ کروڑ روپے اور 2010-11ء کے دوران 1,690 کروڑ روپے لہذا اس کا مصرف گھٹانا چاہئے۔ ان چیزوں کی درآمد سے ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر پر بہت بوجھ پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر پاکستان اشیائے خوراک میں خود کفیل ہو تو یہی رقم اشیائے سرمایہ (Capital Goods) کی درآمد پر خرچ ہو سکتی ہے جس سے صنعتی ترقی میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے۔

6- لوہا، فولاد (Steel) اور مصنوعات:

ان اشیاء کی درآمد میں اضافہ ہو رہا ہے مثلاً 1951-52ء میں لوہا، فولاد اور اس کی مصنوعات سولہ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے اور دھاتیں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کی منگوائی گئیں جبکہ 2009-10ء کی نو ماہی میں لوہے، فولاد اور ان کی مصنوعات 10,073 کروڑ روپے کی منگوائی گئیں۔

7- خوردنی تیل (Edible Oils):

پاکستان میں خوردنی تیلوں کی درآمد بھی بڑھتی گئی ہے مثلاً 1975-76ء میں یہ 104 کروڑ روپے کے درآمد کئے گئے جبکہ 2010-11ء کی نو ماہی میں 12,285 کروڑ روپے کے۔

8- کیمیائی کھادیں (Chemical Fertilizers):

ان کی درآمد پر بھی خرچ بڑھتا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس سے زرعی شعبہ کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن کوشش کرنی چاہئے کہ ملک کے اندر اس کی پیداوار بڑھائی جائے۔

9- بجلی کا سامان (Electrical Goods):

برقی اشیاء کی درآمد پر بھی کافی خرچ ہوتا ہے۔ 1969-70ء میں صرف 21 کروڑ روپے کی اشیاء درآمد کی گئیں جب کہ 2010-11ء

کی نو ماہی میں 5,137 کروڑ روپے کی۔

10- متفرق درآمدات:

پاکستان کی درآمدات میں یہ اشیاء بھی شامل ہیں: ادویات، کاغذ، گیس، مشینری، زرعی، مصنوعی ربڑ، پٹنی، وغیرہ۔ درآمدات کی قسمیں (Kinds of Imports):

پاکستان کی درآمدات کی تین اقسام ہیں:

1- اشیائے سرمایہ (Capital Goods)

2- صنعتی خام مال (Industrial Raw Material)

3- اشیائے صارفین (Consumers Goods)

اشیائے سرمایہ میں مختلف مشینیں، ترقیاتی سازوسامان اور فالتو پرزے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ چیزیں زیادہ مقدار میں درآمد کی جائیں تو ملک میں سرمایہ کاری بڑھتی ہے، صنعتیں ترقی کرتی ہیں، قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کا معیار زندگی بلند تر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر خام مال، مثلاً لوہا، تیل، فولاد، کیمیکلز، دھاتیں وغیرہ منگوائی جائیں تو ان سے بھی سرمایہ کاری اور معاشی ترقی میں اضافہ ہوتا ہے۔ البتہ اشیائے صارفین کی درآمد کرنے سے لوگوں کا معیار زندگی وقتی طور پر ضرور بڑھتا ہے لیکن سرمایہ کاری میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اشیائے صارفین سے مراد ایسی چیزیں ہیں جو عام استعمال میں آتی ہیں۔ مثلاً کاریں، ریفریجریٹر، انڈرکنڈیکٹر، موٹر سائیکل، سامان بجلی، پٹنی، اناج، خوردنی تیل، چائے اور زینکس کا سامان وغیرہ۔

پاکستان کی درآمدات کی نوعیت (Nature):

پاکستان کی درآمدات کی نوعیت میں بھی تبدیلی آچکی ہے۔ چونکہ ملک میں اب ایسی اشیاء پیدا ہونے لگی ہیں جو پہلے باہر سے درآمد ہوتی تھیں اس لیے اب اشیائے صارفین کی درآمد گھٹ گئی ہے۔ اس کے برعکس خام مال کی درآمد بڑھتی گئی ہے۔ کیونکہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ خام مال کی ضرورت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ مثال کے طور پر 1959-60ء میں اشیائے صارفین کا کل درآمدات میں 57.2 فیصد تھا جو کم ہو کر 2010-11ء میں 16 فیصد رہ گیا۔ 1959-60ء میں کل درآمدات میں صنعتی خام مال کا حصہ 33 فیصد تھا جو بڑھ کر 2010-11ء میں 59 فیصد ہو گیا دوسری طرف چونکہ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور صنعتی ترقی کا پروگرام بنا رہا ہے اس لیے پیش از پیش مشینری درآمد کر رہا ہے۔ 1972-73ء میں کل درآمدات میں اشیائے سرمایہ کا حصہ تیس فیصد تھا اور 2010-11ء میں 25 فیصد ہو گیا۔

پاکستان جن ملکوں سے تجارت کرتا ہے ان میں اہم یہ ہیں: امریکہ، جرمنی، یو کے، جاپان، متحدہ عرب امارات، اٹلی، کوریا، ملائیشیا، ہانگ کانگ، کویت اور چین وغیرہ۔ برآمدات کا بیشتر حصہ صرف ان چھ ممالک کو جاتا ہے: امریکہ، جرمنی، یو کے، ہانگ کانگ، سعودی عرب اور عرب امارات جبکہ 70 فیصد درآمدات ان ملکوں سے آتی ہیں۔ متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، چین، کویت، امریکہ اور جاپان۔

پاکستان کو تجارت خارجہ کے فائدے (Advantages):

پاکستان کو اپنی بیرونی تجارت سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور یہ فائدے عموماً اسی نوعیت کے ہیں جیسے کسی بھی ملک کو خارجہ تجارت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا مختصر ذکر ذیل میں کیا گیا ہے:

1- ضروری اشیاء کا حصول:

بیرونی تجارت سے پاکستان اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً پٹرول، مشینری، گاڑیاں، کیمیکلز، لوہے اور فولاد کی مصنوعات، کیمیائی کھادیں وغیرہ۔ پاکستان میں بعض خوردنی اشیاء بھی ضرورت سے کم پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ بیرونی تجارت کے وسیلے سے دوسرے ممالک سے درآمد کر لیتا ہے مثلاً اناج، دالیں، چینی، چائے، خوردنی تیل وغیرہ۔

- 2- درآمد ضرورت اشیاء کی برآمد: پاکستان میں بہت سی اشیاء ملک کی اندرونی ضرورت سے زائد پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا وہ اشیاء دوسرے ملکوں کو برآمد کر دی جاتی ہیں۔ ان میں یہ شامل ہیں: کپاس، چاول، سوتی کپڑا، سوتی یارن، ہوزری و تیار کپڑے، چمچ، تالین، پھلی، تازہ پھل وغیرہ۔
- 3- زرعی و صنعتی ترقی: ہماری زرعی و صنعتی ترقی میں بیرونی تجارت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ زرعی ترقی کے لئے کیساوی کھادیں، ٹریکٹر اور دیگر زرعی مشینری غیر ممالک سے درآمد کی جاتی ہیں۔ اگر یہ اشیاء باہر سے نہ منگوائی جائیں تو ہماری فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صنعتی ترقی کے لئے غیر ممالک سے مشینیں، فاضل پرزے (Spare Parts) اور دیگر غیر منگوائے جاتے ہیں۔
- 4- روزگار کے مواقع: بیرونی تجارت تعلقات کے باعث پاکستان کے بہت سے تربیت یافتہ نیم تربیت یافتہ (Semi-skilled) اور غیر تربیت یافتہ کارکن (Unskilled) غیر ممالک میں ملازمت اور کاروبار کر رہے ہیں۔ اس لئے ہماری افرادی قوت (Manpower) کو روزگار میں سر آ رہا ہے اور وہ لوگ اپنی کمائی واپس وطن بھیجتے رہتے ہیں۔ 10-2009ء (جولائی-اپریل) میں پاکستانی کارکنوں نے 6,551 ملین ڈالر وطن واپس بھیجے۔ یہ رقم پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ سب سے زیادہ رقم متحدہ عرب امارات UAE (یعنی ابوظہبی، دبئی، شارجہ وغیرہ) سے آئی یعنی 23 فیصد اس کے بعد سعودی عرب سے (21 فیصد) اور امریکہ سے (20 فیصد)۔
- 5- نئی تہذیب اور ٹیکنالوجی سے واقفیت: پاکستان کو بیرونی تجارت سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ بیرونی ممالک میں تہذیب و تمدن اور علم و ٹیکنالوجی میں جو جدتیں تہذیبیں اور ترقیات رونما ہوتی ہیں ان سے ہمارا ملک بھی مستفید ہوتا ہے اور یہاں کے لوگ اور ماہرین آگاہ ہو جاتے ہیں۔
- 6- سرکاری آمدنی کا ذریعہ: حکومت پاکستان ملک سے برآمد اور درآمد ہونے والی اشیاء پر کسٹم ڈیوٹی (Custom Duty) وصول کرتی ہے جس سے اسے آمدنی (Public Revenue) حاصل ہوتی ہے۔ اگر بیرونی تجارت نہ ہو رہی ہو تو حکومت کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ختم ہو جائے۔
- 7- حقوق فوائد: مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ پاکستان کو بیرونی تجارت سے وہ سارے فائدے حاصل ہوتے ہیں جو بالعموم تجارت خارجہ سے مختلف ممالک کو حاصل ہوتے ہیں۔

پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

(Balance of Payments of Pakistan)

پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے: اول چالو (یا رواں) حساب (Current Account) اور دوم سرمایاتی حساب (Capital Account)۔ جہاں تک رواں حساب کا تعلق ہے یہ مزید دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے: اول یہ حساب سرمایہ جو زیادہ تر "بیرونی ذرائع کی آمد" (External Resources Flow) پر مشتمل ہوتا ہے، فاضل رہا ہے۔ رواں حساب مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوتا ہے:

- 1- تجارتی سامان (Merchandise) کا حساب اور

- 2- غیر مرئی (Invisible) مدوں کا حساب جس میں خدمات (Services) اور "بلا معاوضہ انتقالی ادائیگیاں" (Transfer Payments) شامل ہیں۔ انتقالی ادائیگیوں سے مراد ہے: غیر ممالک میں مقیم پاکستانیوں کی ارسال کردہ نقد رقم (Home Remittances)۔
- سرمایاتی حساب زیادہ تر رواں حساب میں واقع ہونے والے خسارے کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے اور عموماً پاکستان کو ملنے والی صافی امداد (Net Aid) کو ظاہر کرتا ہے۔
- چونکہ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور اسے غیر ممالک سے مشینیں، گاڑیاں، صنعتی خام مال، فاضل پرزے، ترقیاتی ساز و سامان اور اشیائے صارفین منگوانا پڑتی ہیں نیز غیر ممالک میں جانے والے پاکستانیوں کی تعلیم، سیاحت اور سیاسی امور پر رقم خرچ کرنا پڑتی ہے، غیر ملکی بیرونی کمپنیوں اور جہاز ران کمپنیوں کی خدمات کا معاوضہ (یعنی پیر اور کراریہ وغیرہ) دینا ہوتا ہے لہذا اسے بہت زیادہ ادائیگیاں کرنا پڑتی ہیں۔ ان کے برعکس چونکہ پاکستان ایک کم ترقی یافتہ ملک ہے اس لئے یہ زرعی خام مال اور نیم مصنوعات برآمد کرتا ہے جس کی قیمت وصول ہوتی ہے۔ لہذا اس کی ادائیگیوں کا توازن عموماً غیر موافق ہی رہتا ہے۔
- اس کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان اسباب پر روشنی ڈالیں، جن کے باعث ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ چلا آ رہا ہے۔
- ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کے اسباب (Causes of Adverse Balance of Payments):
- ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کی اہم وجوہ تین ہوتی ہیں: درآمدات میں اضافہ، برآمدات میں کمی اور درآمد و برآمد کی نسبت (Terms of Trade: TOT) میں خرابی۔ یہاں ہم پاکستان کی ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کی وجوہات بیان کرتے ہیں:
- 1- درآمدات میں اضافہ (Increase in Imports): پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اسے مختلف زراعتی، صنعتی، آبپاشی، برقی اور موصلاتی ترقی کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مشینیں، فاضل پرزے، خام مواد، گاڑیاں، انجن، ٹریکٹر، پٹرول اور بجلی کا سامان منگوانا پڑتا ہے۔ لہذا ہماری درآمدات بہت بڑھ گئی ہیں۔ جس کے باعث ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ پیدا ہو گیا ہے۔
 - 2- درآمدات کی قیمتوں میں اضافہ: ہم جو اشیاء باہر سے منگواتے ہیں ان کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جب کہ ہماری برآمد ہونے والی زرعی اشیاء اور ابتدائی نوعیت کی پیداواروں کی قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا توازن ادائیگیوں میں خسارہ قائم رہتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ماضی قریب میں درآمدات کی مالیت میں اضافہ ہوا اس کا نوے فیصد درآمدات کی "مقدار" میں اضافہ کی بجائے ان کی "قیمت" میں اضافہ کے باعث ہوا ہے۔
 - 3- برآمدات کم ہیں: پاکستان کی برآمدات اس کی درآمدات سے کم ہیں۔ ملک کا زیادہ انحصار چند بڑی برآمدات پر ہے۔ اس وقت جیسے بڑی برآمدی مالیت اشیاء مل برآمدی مالیت کا 73 فیصد حصہ ہیں جو یہ ہیں: سوتی مصنوعات، چاول، کپاس، چمچ، چمچوں کی مصنوعات اور کھیلوں کا سامان۔ برآمدات کی کمی کے باعث توازن ادائیگی خراب رہتا ہے۔
 - 4- کارکنوں کی ترسیلات (Worker's Remittances) میں کمی: پاکستان کی غیر مرئی وصولیوں (Invisible Receipts) میں کارکنوں کی ترسیلات کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ جو کل غیر مرئی وصولیوں کا تقریباً دو تہائی اور زرمبادلہ کی جملہ وصولیوں کا تقریباً چالیس فیصد بنتا رہا اور ان سے معاشی ترقی میں بڑی مدد ملی۔ 1980-81ء

میں یہ بی بی ڈی کا 7.5 فیصد تھیں۔ لیکن اس کے بعد ان میں کمی آئی اور وہ 1991ء کے آغاز میں 11-2010ء کے درمیان میں رہی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ 1991ء کے آغاز میں ملٹی کی بجائے عام پاکستانیوں کو واپس ملنے آنا پڑا۔ تاہم 11-2010ء (جولائی-اپریل) میں یہ رقم 9,046 ملین ڈالر تھی جو بی بی ڈی کی تقریباً پانچ فیصد تھی۔

5- بیرونی قرضہ اور سود کی ادائیگی: پاکستان کو غیر ممالک سے لئے والے بیرونی قرضے اور امداد میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ قرضہ پر ادا کیا جانے والا سود بڑھ گیا ہے۔ 2010-11ء کی مالی نوامی کے دوران میں "خدمات قرضہ" (Debt Servicing) کے طور پر 530 ملین ڈالر بطور سود اور 1,252 ملین ڈالر بطور اصل زرا اور سود کی قسط کی ادائیگی کے باعث بھی پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن پر بڑا دباؤ پڑتا ہے۔

6- پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ: بین الاقوامی طور پر پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتیں بڑھتی چلی ہیں۔ 1991ء کی ملٹی کی جنگ اور 2004ء تا 2007ء کی "امریکہ-عراق جنگ" اور بحران کے باعث ان میں مزید اضافہ ہو گیا جس کی وجہ سے پاکستان کے مالی ذرائع پر بوجھ بڑا اور ادائیگیوں کا توازن متاثر ہوا۔ حال ہی میں پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے توازن اور ملٹی پر مثبت اثر پڑا ہے۔

7- درآمدی ادائیگی کی نسبت میں خرابی (Adverse Terms of Trade): پاکستان کی درآمدات و برآمدات کی نسبت بھی غیر موافق ہے یعنی درآمدی ادائیگی کے بدلے دی جانے والی درآمدی اشیاء کی مقدار بڑھتی جاتی ہے کیونکہ جس نسبت سے درآمدات کی قیمت بڑھتی ہے اسی نسبت سے برآمدات کی قیمت نہیں بڑھتی۔ ایک تخمینے کے مطابق 91-1990ء میں اگر درآمدی ادائیگی کی نسبت (Terms of Trade) یکصد تھی تو 2010-11ء میں یہ گزر کر 59.3 ہو گئی۔

ادائیگیوں کے توازن کی اصلاح اور برآمدات بڑھانے کے لئے حکومتی اقدامات: حکومت پاکستان نے برآمدات بڑھانے اور ادائیگیوں کے توازن کو درست کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں:

- 1- درآمدات میں کمی: ادائیگیوں کے توازن کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ درآمدات میں کمی کی جائے۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے غیر ضروری درآمدات پر پابندی عائد کر رکھی ہے اور ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ غیر ملکی اشیاء کی درآمد کم کی جائے اور ملٹی صنعت کو ترقی دے کر درآمدات کا بدلہ ملک کے اعمیاد پر کیا جائے۔ 2009-10ء میں غیر ضروری اور تھیشائی اشیاء پر سسٹم ڈیوٹی کی شرح بڑھادی گئی۔
- 2- غیر ملکی درآمدات میں تخفیف: ادائیگیوں کے توازن کو درست کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ہم غیر ملکی درآمدات (مثلاً بنکوں اور بیمہ کمپنیوں کی خدمات، جہازوں کی خدمات وغیرہ) میں سیر و تفریح، غیر ضروری دورے اور حصول تعلیم کے اخراجات وغیرہ) میں کمی کر دیں اور غیر ملکی درآمدات میں اضافہ کریں۔ ہمارے توازن ادائیگیوں میں خرابی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہماری غیر ملکی درآمدات کی مقدار بہت زیادہ ہے، حکومت انہیں کم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔
- 3- ایکس چینج کنٹرول: اگر ملک کا توازن ادائیگیوں میں خراب ہو جائے یعنی اس نے کم مال برآمد کیا ہو لیکن درآمد زیادہ کیا ہو تو حالات کو درست کرنے کے لیے وہ ایکس چینج کنٹرول یعنی منظم مبادلہ کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے استعمال پر پابندی لگا دی جاتی ہے تاکہ

حکومت کی سرکاری کے بغیر یہ خرچ نہ ہو۔ جون 1998ء میں حکومت نے پاکستان میں غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس منجمد کر دیئے تھے۔

4- روپے کی قدر میں تخفیف: ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ دور کرنے کے لئے مئی 1955ء میں حکومت پاکستان نے روپے کی بیرونی قدر میں کمی کر دی پھر مئی 1972ء میں کم کر دی اور 4.76 روپے فی ڈالر کی بجائے نو روپے فی ڈالر کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستانی برآمدات غیر ملکی تاجروں کے لئے ارزاں ہو گئیں اور انہوں نے پاکستان سے بہت سا مال خرید لیا جب کہ خود پاکستان کے لئے غیر ملکی اشیاء مہنگی ہو گئیں (کیونکہ جو شے پہلے 4.76 روپے کی ملتی تھی اب نو روپے کی ملنے لگی) لہذا درآمدات کچھ گھٹ گئیں۔ 1982ء میں حکومت نے ڈالر سے پاکستانی کرنسی کی تاواہنگی کا اعلان کر دیا جس کے باعث برآمدات میں اضافہ ہوا۔ ستمبر 1993ء تا اکتوبر 1995ء اور پھر 1996ء اور 1997ء میں حکومت نے روپے کی بیرونی قدر مبادلہ میں کمی (Devaluation) کر دی۔

5- برآمدات بڑھانے کے لئے اقدامات: ادائیگیوں کے توازن کو درست کرنے کا ایک اور موثر طریقہ یہ ہے کہ برآمدات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:

- i- برآمدی تجارت کی تنوع (Diversification): اولین سالوں میں پاکستان کی برآمدات صرف چار اشیاء پر مشتمل ہوتی تھیں: ٹکڑا کپاس، اُون، کھالیں اور چمڑا، لیکن صنعتی ترقی کی بدولت اب پاکستان اس قابل ہو گیا ہے کہ کئی مصنوعات برآمد کر سکے۔ اب پاکستانی برآمدات 18 فیصد حصہ اشیاء، صارفین پر اور 82 فیصد حصہ نیم تیار شدہ اور مصنوعات پر مشتمل ہوتا ہے۔
- ii- ایکسپورٹ پروموشن بیورو: حکومت نے دسمبر 1963ء میں یہ بیورو قائم کیا۔ اس کے فرائض یہ ہیں: برآمد ہونے والی اشیاء کے معیار کو بہتر بنانا۔ برآمد کے ہدف (Target) مقرر کرنا اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرنا۔ ایسی صنعتوں کے قیام کی سفارش کرنا جن کی مصنوعات برآمد ہونے کی توقع ہو۔ غیر ممالک میں پاکستانی مصنوعات کی نمائش کرنا اور تجارتی وفد کے تبادلے کا انتظام کرنا۔
- iii- بیرونی منڈیوں کا ترقیاتی فنڈ (Export Market Development Fund): یہ فنڈ حکومت کے امدادی عطیات سے قائم کیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ پاکستانی اشیاء کی برآمد کو فروغ دینے کے لئے بیرونی منڈیوں کا سروے کر کے برآمدی تاجروں کو مطلع کیا جائے۔
- iv- چاؤلوں کی برآمد بڑھانے کے لئے حکومت ان ممالک کی منڈیوں میں کھپت بڑھانے میں مدد دے رہی ہے: انڈونیشیا، ایران، عراق، فلپائن، کینیا اور جنوبی افریقہ۔
- v- حکومت نے درمیانے اور چھوٹے درجے کے کاروباری اڈاروں کو قرضہ مہیا کرنے کے لئے ایشیائی ترقیاتی بینک (Asian Development Bank) کے تعاون سے ایکسپورٹ کریڈٹ فسیلیٹی (Facility یعنی سہولتی) سکیم اور ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی سکیم شروع کی ہے۔
- vi- حکومت نے "برآمدات میں اضافہ کی رفتار تیز کرنے کے لئے حکمت عملی" (Rapid Export Growth Strategy: REGS) تیار کی ہے جس کے اہم مقاصد حسب ذیل ہیں: (الف) بعض ترجیحی ممالک کی منڈیوں تک ملکی برآمدات کی رسائی کا انتظام بہتر بنانا اور

(ب) پاکستانی برآمد کنندگان نے اب تک جن علاقوں کو نظر انداز کئے رکھا ہے ان پر توجہ دینا مثلاً افریقہ، لاطینی امریکہ، مشرقی یورپ، وسطی ایشیا اور مشرقی بعید۔

6- کپاس کی برآمد کی کارپوریشن (Cotton Export Corporation): حکومت پاکستان نے نومبر 1973ء میں کپاس کی برآمد کے لئے یہ کارپوریشن قائم کی جس نے دیہی کپاس کی برآمد بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

7- مسلم ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات: حکومت پاکستان نے ایشیا اور افریقہ کے مسلم ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات کو فروغ دینے کی بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک سے ہماری تجارت بڑھتی جاتی ہے۔

8- مقامی مشینری کی برآمد کے لئے مالیات: ملک کے اندر تیار ہونے والی مشینری کی برآمد بڑھانے کے لئے سٹیٹ بینک، کمرشل بینکوں کی معرفت ایسی مشینری برآمد کرنے والے تاجروں کو کم شرح سود پر قرضہ مہیا کرتا ہے۔ جس کے باعث ایسی مشینری کی برآمد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

9- مشینری کی درآمد: برآمد ہونے والی اشیاء (مثلاً ٹیکسٹائل، چمچا، کھیلوں کا سامان، آلات جراحی، برتن، کٹری اور فرنیچر) تیار کرنے والی صنعتوں کو 35 فیصد ڈیوٹی ادا کر کے باہر سے مشینری درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یوں ان صنعتوں کی برآمداتی صلاحیت بڑھ جائے گی۔

10- عالمی تجارتی تنظیموں کی رکنیت: پاکستان نے مختلف عالمی تجارتی تنظیموں کی رکنیت اختیار کی ہے تاکہ اپنی تجارت کو فروغ دے سکے۔ ان میں یہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں: تجارت و محصولات کا معاہدہ عمومی (GATT)، عالمی تجارتی تنظیم (WTO)، معاشی تعاونی تنظیم (Economic Cooperation Organisation : ECO)، اس تنظیم میں یہ ممالک شامل ہیں: پاکستان، ایران اور ترکی (اس سے قبل اس کا نام یہ تھا: علاقائی تعاون برائے ترقی (Regional Cooperation for Development : RCD)، جنوبی ایشیا کی انجمن برائے علاقائی تعاون (South Asian Association for Regional Cooperation : SAARC)، نیز وسط ایشیا کی مسلم جمہوری ریاستوں (Republics) کے ساتھ بھی تجارتی تعلقات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ ان کا مفصل ذکر آگے کیا گیا ہے۔

11- جدید ٹیکنالوجی کی بہم رسانی: حکومت نے اس سلسلہ میں کچھ نئی سہولتیں مہیا کی ہیں مثلاً:

- غیر روایتی پیداواروں کی برآمد بڑھانے اور نئی منڈیوں تک رسائی حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت نے برآمدات پر چھپس فیصد کرائے میں اعانت (Freight Subsidy) دی ہے۔
- یکٹیل ایکسپورٹ زون (ایک کراچی اور دوسرا پنجاب میں) قائم کیا جائے گا جس کا مقصد ڈھانچہ جدید ترین ہوگا۔ یہ زیادہ تر ٹیکسٹائل سیکٹر کی ضرورتیں پوری کریں گے۔ اور
- کراچی اور فیصل آباد میں گارمنٹ شہر (Garment City) قائم کئے جائیں گے جو چھوٹے درجہ کے کاروباری لوگوں کو یک درمی سہولت (One-Window Facility) مہیا کریں گے۔

علاقائی و بین الاقوامی تنظیمیں اور پاکستان کے حوالے سے ان کا کردار

Regional and International Organisations and Their Role Towards Pakistan

اس وقت چند علاقائی اور بین الاقوامی تنظیمیں موجود ہیں جو رکن ممالک کے باہمی اشتراک و تعاون سے اقتصادی معاشرتی اور تہذیبی شعبوں میں ہم آہنگی، ترقی اور خوشحالی کے لئے کوشاں ہیں۔ ان تنظیموں میں یہ شامل ہیں:

- 1) معاشی تعاون کی تنظیم (ECO)
- 2) جنوبی ایشیا کی انجمن برائے علاقائی تعاون: سارک (SAARC)
- 3) عالمی تجارتی تنظیم (WTO)

یہاں ہم ان کا الگ الگ ذکر کرتے ہیں:

معاشی تعاون کی تنظیم (Economic Cooperation Organization: ECO):

1964ء میں پاکستان کے اس وقت کے صدر جنرل ایوب خان مرحوم نے پاکستان کے دو ہمسایہ مسلمان ممالک ایران اور ترکی کے ساتھ مل کر ایک تنظیم قائم کی جس کا یہ نام رکھا گیا: "علاقائی تعاون برائے ترقی" (Regional Cooperation for Development : RCD)۔ چنانچہ تینوں ممالک کے مابین ہمسائیگی اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے باہمی تعاون کے لئے گہرا رشتہ اور جواز موجود ہے۔ لہذا انہوں نے معاشی شعبے میں ترقی کے مرحلے طے کئے۔ تاہم 1985ء کے وسط میں اس تنظیم کا نام بدل کر RCD کی بجائے معاشی تعاون کی تنظیم (ECO) رکھ دیا گیا۔ نیز اس میں اولین تین ارکان یعنی پاکستان، ایران اور ترکی کے علاوہ سینٹرل ایشیا کی (روس سے آزاد ہونے والی) تھیں ریاستیں بھی شامل کر لی گئیں جن کے نام یہ ہیں: ترکمانستان، کرغیزستان، تاجکستان اور ازبکستان اور آذربائیجان۔ بعد میں ایک اور ہمسایہ ملک افغانستان کو بھی شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ اب اس تنظیم کے ارکان کی تعداد دس ہو گئی ہے۔

تنظیم کے مقاصد:

- 1) بنیادی طور پر تنظیم ان مقاصد کے لئے قائم کی گئی:
- (i) رکن ممالک کے مابین باہمی تجارت کو فروغ دیا جائے۔
- (ii) قدرتی اور معاشی وسائل کو مشترکہ منصوبوں کے تحت استعمال کر کے ترقی کی راہیں کھولی جائیں۔
- (iii) مشترکہ سرمایہ کی مدد سے ایسی صنعتیں قائم کی جائیں جو رکن ممالک کے لئے مفید اور خوشحالی کے لئے ضروری ہوں۔ چنانچہ اس ضمن میں معاشی منصوبے بنائے گئے۔ اقتصادی، صنعتی، تجارتی، تعلیمی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ رکن ممالک کے تجارتی و فوڈ ایک دوسرے ملک کے دورے کرتے ہیں۔ ایران سے بھارت کو گیس پہنچانے کے لئے پائپ لائن پاکستان سے گزرنے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔

2- سارک (South Asian Association for Regional Cooperation: SAARC): یہ تنظیم 1985ء میں قائم کی گئی۔ اس کے ارکان یہ ممالک ہیں: پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، بھوٹان، نیپال، مالدیپ اور سری لنکا۔

اپریل 2007ء میں جب اس کی چودھویں کانفرنس ہوئی تو افغانستان کو بھی اس کا رکن بنالیا گیا۔ چنانچہ اس وقت اس تنظیم کے آٹھ ارکان ہیں۔ اس کا صدر دفتر نیپال کا دارالحکومت کھٹمنڈو ہے اور اس کے رکن ممالک کی کل آبادی تقریباً ڈیڑھ ارب ہے۔

2007ء تک اس تنظیم کے کل چودہ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں سے اس کا پہلا اجلاس دسمبر 1985ء میں ڈھاکہ میں ہوا چوتھا اجلاس

(دسمبر 29 تا 31 1988ء) اور بارہواں اجلاس (جنوری 2 تا 6، 2004ء) اسلام آباد (پاکستان) میں ہوئے۔ اس کے چودھویں اجلاس (منعقدہ نئی دہلی اپریل 2007ء) میں بصرین کے طور پر یہ ممالک شامل ہوئے: چین، جاپان، امریکہ، یورپی یونین اور ایران۔

تنظیم کے اہم مقاصد:

سارک (تنظیم) کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

(i) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے لئے سائنس اور فنی علوم کے شعبوں کو باہمی تعاون کے ذریعہ فروغ دینا، علاقائی تجارت کو بڑھانا، مشترکہ مفاد کے امور و معاملات میں تعاون کرنا اور بین الاقوامی امداد باہم کی تنظیموں کے ساتھ ترقی کے لئے مشترکہ کوشش کرنا۔ سارک کی چودھویں کانفرنس (منعقدہ اپریل 2007ء) میں درج ذیل اہم فیصلے کیے گئے:

- (1) تجارت نے سارک کے کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے ڈیوٹی فری درآمدات کی اجازت دے دی نیز طلباء، اساتذہ اور صحافیوں کے لئے ویزا کی پابندیاں ختم کر دیں۔
- (2) ایک سارک یونیورسٹی قائم ہوگی جس کے کیسے تمام رکن ممالک میں ہوں گے۔
- (3) جنوبی ایشیا میں تحقیق انس و سلاستی کی فضا کو فروغ دیا جائے گا کیونکہ سلاستی اور ترقی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔
- (4) علاقائی تجارت کے لئے ہر قسم کی رکاوٹیں دور کی جائیں گی۔
- (5) کوشش کی جائے گی کہ آئندہ نسلوں کے لئے ان ممالک پر مشتمل سارا علاقہ امن ترقی اور خوشحالی کا خطہ بنایا جائے اور اس کے لیے عزم و افسندگی اور بصیرت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔
- (6) پاکستان کے ذریعہ ایران اور بھارت کی گیس بائپ لائن بچائی جائے گی۔
- (7) افغانستان میں ڈرگ (یعنی نشیات) کی پیداوار امن کے لئے خطرہ ہے کیونکہ ڈرگ کے کاروبار سے حاصل ہونے والی رقم 'دہشت گردی' کے لئے استعمال کی جا رہی ہے اس لئے اس کی پیداوار روکنی ہوگی۔
- (8) اس بات پر زور دیا گیا کہ رکن ممالک کی اشیاء خدمات کی پیداوار، عوام کی آمدورفت، علم، سرمایہ، ثقافت اور نظریات کے تبادلہ میں سہولت پیدا کی جائے۔
- (9) رکن ممالک میں 'سارک گاؤں' قائم کیا جائے گا۔
- (10) ایک آزادانہ ساؤتھ ایشین کھن برائے انڈیا غربت خاتمہ کیا جائے گا۔

سارک کانفرنس کے فیصلوں پر عملدرآمد سے اس بات کا امکان ہے کہ متعدد (جغرافیائی اور سیاسی) تنازعات حل ہو جانے کے بعد یہ ممالک بھی یورپی یونین کے پیچھے (25) ممالک کی طرح ایک سیاسی اور معاشی یونٹ کا درجہ اختیار کر لیں گے۔ چنانچہ پاکستان اور دیگر رکن ممالک کے یہ شعبے ترقی کریں گے: باہمی تجارت، صنعت، نقل و حمل، سیاست، تہذیب و ثقافت، سائنسی و تکنیکی تعلیم و تحقیق میں تعاون باہم اور سیاسی موافقت وغیرہ۔ تاہم اس ضمن میں پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کا تنازعہ انصاف اور بنیادی انسانی حقوق کے اصولوں کے مطابق حل ہونا ضروری ہے۔

عالمی تجارتی تنظیم (World Trade Organization (WTO):

عالمی تجارتی تنظیم (ڈبلیو ٹی او) 1995ء میں قائم ہوئی۔ یہ ایک بین الاقوامی کثیر پہلو (Multilateral) تنظیم ہے۔ اس کا صدر دفتر (Headquarters) سوئٹزر لینڈ کے شہر جنیوا میں ہے۔ یہ تنظیم عالمی سطح پر ہونے والی تجارت کے سلسلہ میں قوانین اور ضابطے بناتی ہے نیز رکن ممالک کے مابین پیدا ہونے والے اختلافات تنازعات (Disputes) کو رفع کرتی ہے۔ اس تنظیم کے ارکان نے بنیادی طور پر طے

شدہ تین معاہدوں (Agreements) کو تسلیم کر کے ان پر دستخط کئے ہوئے ہیں۔

اس وقت ڈبلیو ٹی او (W.T.O) کے دنیا کے 149 ممالک رکن ہیں۔ (جن میں پاکستان اور سعودی عرب بھی شامل ہیں) تمام ارکان اس بات کے پابند ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو نہایت پسندیدہ ملک (Most Favoured Nation) کا درجہ دیں جس کا مطلب یہ ہے کہ (چند منکبات) (Exceptions) کو چھوڑ کر تنظیم کا کوئی رکن جو تجارتی مراعات کسی ایک ملک کو دے گا وہ اسے ڈبلیو ٹی او کے باقی تمام ارکان کو دینی چاہئیں۔

تنظیم کا مقصد (Mission):

اس تنظیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بین الاقوامی تجارت کی فروغ دیا جائے اور اس کی خاطر ایک طرف تو تجارتی پابندیاں اور رکاوٹیں (Trade Barriers) کم سے کم کی جائیں اور دوسری طرف ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جہاں سے تجارتی مذاکرے اور معاہدے ہو سکیں اور رکن ممالک کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو حل کیا جائے۔ غرض ڈبلیو ٹی او کا اصل مقصد یہ ہے کہ عالمی سطح پر اشیاء و خدمات (Goods and Services) پیدا کرنے والے اداروں پر آمد کنندگان (Exporters) اور درآمد کنندگان (Importers) کو اپنا کاروبار کرنے اور اسے پھیلانے کے لئے ضروری امداد باہم پہنچائی جائے۔

تجارتی نظام کے بنیادی اصول و قواعد (Principles of the Trading System):

عالمی تجارت تنظیم (ڈبلیو ٹی او) کے مذاکرات و مذاکرات کے دوران تجارت کے درج ذیل بنیادی اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے:

☆ تجارتی نظام میں کسی قسم کا امتیاز (Discrimination) قائم نہیں ہونا چاہئے: یعنی کوئی ملک دوسرے ممالک کے مقابلہ میں کسی ایک شریک تجارت ملک (Trading Partner) کو مخصوص رعایت نہیں دے سکتا اور نہ ہی یہ بیرونی ممالک سے آنے والی اشیاء و خدمات میں کوئی امتیاز روا رکھ سکتا ہے۔

☆ تجارتی نظام کا رجحان زیادہ سے زیادہ تجارت کی طرف ہونا چاہئے یعنی (محصولاتی اور غیر محصولاتی پابندیاں اور) رکاوٹیں کم سے کم ہونی چاہئیں۔

☆ تجارتی نظام ایسا ہونا چاہئے جس میں غیر ملکی کمپنیوں اور حکومتوں کو اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ تجارتی پابندیاں یک طرفہ مرضی (Arbitrarily) سے نہیں عائد کی جائیں گی نیز منڈیاں کاروبار کے لئے کھلی رہیں گی۔

☆ تجارتی نظام ایسا ہونا چاہئے جس کے باعث ممالک کا باہمی مقابلہ (Competition) زیادہ سے زیادہ ہو۔

☆ تجارتی نظام کم ترقی یافتہ (Less Developed) ملکوں کے لئے زیادہ رعایت دینے والا ہو یعنی انہیں نئے حالات کے ساتھ موافقت حاصل کرنے کے لئے زیادہ مہلت دی جائے، نسبتاً زیادہ لچک (Flexibility) دکھائی جائے اور زیادہ مراعات دی جائیں۔

تنظیمی ڈھانچہ (Structure):

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کا انتظامی ڈھانچہ حسب ذیل نوعیت کا ہے۔ اس کے تمام ارکان تمام کونسلوں (Councils) اور کمیٹیوں (Committees) میں شریک ہو سکتے ہیں سوائے ان کے جو تنازعات حل کرنے کے لئے قائم کی جائیں۔

بالا ترین سطح: وزارتی کانفرنس:

ڈبلیو ٹی او کی اعلیٰ ترین سطح پر فیصلہ کرنے والے ادارہ کا نام ہے: وزارتی کانفرنس (Ministerial Conference) جس کا اجلاس کم

از کم دو سال بعد ضرور ہوتا ہے۔ اس اجلاس میں تنظیم کے تمام ارکان شرکت کرتے ہیں۔ یہ کانفرنس تمام "کثیر السمت تجارتی معاہدوں" (Multilateral Trade Agreements) کے بارے میں مختلف امور پر فیصلے کرتی ہے۔ وزارت کی کانفرنس کاروبار کا کام جنرل کونسل کرتی ہے۔

جنرل کونسل:

یہ عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کا اعلیٰ ترین سطح پر فیصلہ کرنے والا ادارہ ہے جس کا دفتر جنیوا میں ہے۔ یہ کونسل باقاعدگی سے اجلاس منعقد کرتی رہتی ہے تاکہ عالمی تنظیم کے فرائض ادا ہوتے رہیں۔ اس ادارہ میں ہر ملک کی نمائندگی اس کا سفیر کرتا ہے۔ کونسل کو اختیار ہے کہ وہ ڈبلیو ٹی او کے تمام امور کے معاملہ میں وزارت کی کانفرنس کے ایما پر کام کرے (کیونکہ وزارت کی کانفرنس کا اجلاس تو دور برس بعد ہوتا ہے)۔

ذیلی امدادی ادارے (Subsidiary Bodies):

ذیلی ادارے معاون اداروں کے طور پر کام کرتے ہیں بالخصوص ان شعبوں میں: (i) زراعت (ii) منڈیوں تک رسائی (iii) اعانے (Subsidies) (iv) مانع افراق (Anti-dumping) اقدامات وغیرہ۔

معاہدے (Agreements):

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) نے اب تک تیس مختلف معاہدے قائم کئے ہیں جن کی حیثیت بین الاقوامی قانونی تحریروں کی ہے۔ نئے رکن بننے والے ملک کو ان پر دستخط کر کے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کی کارکردگی اور فوائد:

ڈبلیو ٹی او کے اجلاس میں طے پایا کہ 2015 تک دنیا بھر میں اعانہ (Subsidy) دینے کی پالیسی بالکل ختم کر دی جائے۔ اندازہ لگایا گیا کہ اس اقدام سے عالمی سطح پر چھ کھرب ڈالر کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی واقع ہو جائے گی نیز امریکہ کی 670 ارب ڈالر کی برآمدات کی قیمتوں میں کمی سے دوسرے ممالک کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا کہ سبسڈی ختم کرنے اور منڈیوں کو عالمی تجارت کے لئے آزاد کھول دینے سے یہ فائدہ پہنچیں گے:

- (1) عالمی آمدنی میں 832 ارب ڈالر کا اضافہ ہوگا۔
- (2) تیس کروڑ لوگ غربت کی لکیر (Poverty Line) سے باہر آ جائیں گے۔
- (3) زری شعبہ میں امدادی سبسڈی ختم کرنے سے 128 ارب ڈالر کا فائدہ ہوگا جن میں سے تیس ارب ڈالر کا فائدہ ترقی پذیر ممالک کو پہنچے گا۔ ڈبلیو ٹی او کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ منڈیوں کو عالمی تجارت کے لئے کھولا جائے سبسڈی کو ختم کیا جائے اور تمام ممالک کی معیشتوں کو ایک مجموعی معیشت (Global Economy) کے طور پر چلایا جائے۔

عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) کے پاکستانی معیشت پر اثرات:

پچھلے بیان کیا گیا ہے کہ "ڈبلیو ٹی او" کے اجلاس میں طے پایا کہ 2015 تک دنیا بھر میں اعانے (Subsidy) دینے کی پالیسی بالکل ختم کر دی جائے لیکن چونکہ پاکستان ایک ترقی پذیر (Developing) ملک ہے اور اس کے مختلف پیداواری شعبے پسماندہ ہیں لہذا حکومت ان کی حوصلہ افزائی کے لئے سرکاری شعبہ سے اعانے (یعنی امداد) مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں "ڈبلیو ٹی او" کی اعانہ ختم کرنے کی پالیسی کے باعث ہمارے مختلف پیداواری شعبوں پر منفی اثرات (Adverse Effects) پڑنے کا اندیشہ ہے جیسا کہ ذیل میں واضح کیا گیا ہے:

زری شعبہ (Agricultural Sector):

زراعت میں استعمال ہونے والے مداخلت (Inputs) یعنی کھاد، پٹرول، برائیم کش ادویات کے علاوہ ضرورت کی دیگر چیزیں مثلاً زری مشینری، پٹرول اور ڈیزل وغیرہ کی قیمتیں کافی بلند ہیں۔ نیز (ابھی تک) بھاشاؤیم اور کالا باغ ڈیم نہ بنائے جانے کے باعث بجلی بھی ضرورت سے کم پیدا ہوتی ہے اور بجلی کے اس لئے زری پیداوار میں نسبتاً کم اور ان کی لاگت (Cost of Production) زیادہ ہوتی ہے جس کے باعث بین الاقوامی تجارت میں اسے سخت مقابلہ (Competition) درپیش ہے۔ دوسری طرف امریکہ، یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ملکوں میں نہ صرف کاشتکاروں بلکہ صنعتی اداروں کو بھی بھاری سبسڈی دی جاتی ہے۔ خود ہمارے ممالک بھارت میں زری اور صنعتی شعبوں کو اعانہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضرورتی ہے کہ پاکستان میں بھی زراعت کو سبسڈی دینے کا سلسلہ جاری رکھا جائے ورنہ بین الاقوامی مقابلہ کے باعث خطرہ ہے کہ ہماری برآمدات (Exports) کم اور درآمدات (Imports) زیادہ ہو جائے۔ تووازن تجارت (Balance of Trade) ناموافق (Adverse) ہو جائے گا۔ برآمدات میں خاص طور پر کپاس، سوئی دھاک اور چاول کی برآمد متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ غرض سبسڈی نہ دینے سے:

- (i) زری پیداوار کم ہو جائے گی۔
- (ii) پیداواری لاگت بڑھ جائے گی۔
- (iii) قیمتیں بڑھ جانے سے مہنگائی زور پکڑے گی۔

صنعتی شعبہ (Industrial Sector):

اس وقت پاکستان کے ممالک چین اور بھارت اپنی بہتر ٹیکنالوجی اور درازاں محنت (Labour) کے باعث سستی مصنوعات تیار کر رہے ہیں اور پاکستانی تاجروں سے اشیاء درآمد کر رہے ہیں۔ دوسری طرف ہماری مصنوعات (Manufactured Goods) کی لاگت (Cost) زیادہ اور پیداوار کم ہے اور چونکہ پاکستان کو ان ملکوں سے مقابلہ درپیش ہے لہذا ان ممالک سے اشیاء درآمد ہونے کے باعث خطرہ ہے کہ صنعتی ترقی متاثر ہوگی۔ چنانچہ ضروری ہے کہ حکومت پاکستان صنعتی شعبہ کو بھی سبسڈی دے تاکہ مصنوعات کی قیمتیں کم کر کے بیرونی تجارت میں مقابلہ کیا جاسکے۔

تجارت خارجہ (Foreign Trade):

"ڈبلیو ٹی او" کے ضابطوں کے تحت بین الاقوامی تجارت کے آزادانہ (Free) ہو جانے سے خدشہ ہے کہ پاکستان کی برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہو جائیں گی اور یوں ہمارا توازن تجارت مزید خراب ہو جائے گا جس کے باعث ملک پر بیرونی قرضہ بڑھ جائے گا اور سود کی ادائیگی کے باعث معیشت پر برا اثر پڑے گا لہذا ہمارے معاشی حالات تقاضا کرتے ہیں کہ متعلقہ شعبوں کو حسب ضرورت سبسڈی دی جائے تاکہ عالمی منڈی (International Market) میں ہماری زری پیداواری مصنوعات اور دیگر برآمدات مقابلہ کر سکیں۔

مبادلات خارجہ

(Foreign Exchange)

غیر ملکی ادائیگیاں (Foreign Payments):

آپ جانتے ہیں کہ ہر ملک کی کرنسی الگ الگ ہے۔ جیسے پاکستان کی روپیہ، انگلینڈ کی پونڈ، امریکہ کی ڈالر، سعودی عرب کی ریال، جاپان کی ین، فرانس کی فرانک وغیرہ۔ اس لئے جب ایک ملک دوسرے سے کچھ اشیاء خریدتا ہے اور اس کی قیمت ادا کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ایک ملک کی کرنسی کو دوسرے ملک کی کرنسی سے بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنسیوں کو آپس میں کس طرح بدلا

جائے اور یہ شرح کیسے مقرر ہو۔ ان مسائل کا مطالعہ یہاں کیا جائے گا۔

مبادلات خارجہ سے مراد وہ ”طریقہ کار یا مکانیت (Mechanism) ہے جس کے مطابق غیر ملکی ادائیگیاں کی جاتی ہیں۔ گویا اس کا مطلب ہے زر مبادلہ کی منڈی جس کی معرفت ایک ملک کے درآمد کنندگان دوسرے ملکوں کے برآمد کنندگان کو مختلف قسم کے آلات مبادلہ (Instruments of Exchange) کی شکل میں قیمت ادا کرتے ہیں۔ عام حالات میں مختلف ملکوں کی کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ (Rate of Exchange) کا تعین بھی اسی منڈی میں ہوتا ہے۔

زر مبادلہ کی منڈی (Foreign Exchange Market):

اس سے مراد ایسے ادارے (مثلاً بینک وغیرہ) یا افراد ہیں جو غیر ملکی کرنسیوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

”The foreign exchange (Forex) market exchanges one national currency for another. The price at which the two currencies exchange is the exchange rate.” (S. Fischer)

ہر ملک میں غیر ملکی کرنسیوں کی طلب بھی ہوتی ہے اور رسد بھی کیونکہ جب ایک ملک کے ایک سپورڈر مال برآمد کرتے ہیں تو انہیں غیر ملکی کرنسی حاصل ہوتی ہے جسے وہ اپنی ملکی کرنسی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور اسی ملک کے اپورڈر جب مال درآمد کرتے ہیں تو ان کے پاس ملک کی کرنسی ہوتی ہے جسے وہ غیر ملکی کرنسی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہر ملک میں چند بینک ایسے ہوتے ہیں جو مختلف ملکوں کی کرنسیاں خرید اور بیچ کر ان کے باہمی ادول بدل میں مدد دیتے ہیں۔

زر مبادلہ کی شرح کا تعین (Determination of Rate of Exchange):

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مختلف کرنسیوں کا ادول بدل کس شرح پر ہوتا ہے یعنی کرنسیوں کی باہمی ”شرح مبادلہ“ کیسے مقرر ہوتی ہے۔ زر کے مختلف نظاموں کے تحت کرنسیوں کی شرح مبادلہ مختلف طریقوں سے متعین ہوتی ہے۔ لیکن ان سب کا بنیادی قاعدہ رسد و طلب کا توازن ہی ہے۔ جس طرح ہر شے کی قیمت اس کی رسد اور طلب کے متوازن ہونے سے مقرر ہوتی ہے۔ اسی طرح کرنسی کی قیمت بھی اس کی رسد اور طلب سے مقرر ہوتی ہے۔ غیر ملکی زر کی طلب ان لوگوں کی جانب سے آتی ہے جو دوسرے ملکوں سے مال منگواتے اور ادائیگی کرنا چاہتے ہیں (وہ اپنی کرنسی کے عوض غیر ملکی کرنسی طلب کرتے ہیں) اور غیر ملکی زر کی رسد ان لوگوں کی طرف سے آتی ہے جنہوں نے مال بیچا ہو اور وصولی کرنا چاہتے ہیں (وہ بیرونی کرنسی کے عوض اپنے ملک کی کرنسی طلب کرتے ہیں)۔ گویا خریدار کے ملک کی کرنسی کی رسد بھی ہوتی ہے اور طلب بھی اور ان دونوں کے متوازن ہونے سے شرح مبادلہ مقرر ہو جاتی ہے۔

ذیل میں ہم دو مختلف نظاموں کے تحت شرح مبادلہ مقرر ہونے کے اصولوں پر بحث کرتے ہیں۔

(i) معینہ شرح مبادلہ۔

(ii) چلک دار یا متغیر شرح مبادلہ۔

معینہ شرح مبادلہ

(Fixed Exchange Rate)

جب دونوں ملکوں کی کرنسی کا معیار سونا (Gold) ہو یعنی سکے سونے کے بنے ہوئے ہوں یا وہ سونے میں تبدیل ہو سکتے ہوں تو مبادلہ کی شرح سونے کی مقدار کی نسبت سے مقرر ہوتی ہے جو دونوں ملکوں میں موجود ہوتی ہے۔ مثلاً جنگ عظیم اول 1914ء سے پہلے فرانس اور انگلستان سونے کے معیار پر تھے اس لئے ان ملکوں میں جتنا سونا موجود تھا اس کی مقدار کے لحاظ سے دونوں کی شرح مبادلہ یہ تھی: ایک

پونڈ = 25.22 فرانک (کیونکہ جتنا سونا ایک پونڈ میں ہوتا تھا اتنا ہی سونا فرانکوں کی مذکورہ تعداد میں ہوتا تھا)۔

اسی طرح انگلستان کی کرنسی میں سونے کی مقدار 1/4 اونس تھی جب کہ اس وقت امریکہ کی کرنسی ”ڈالر“ میں سونے کی مقدار 1/20 اونس تھی۔ چنانچہ دونوں کرنسیوں کی شرح مبادلہ ان میں موجود سونے کی مقدار کے مطابق مقرر ہو گئی یعنی ایک پونڈ مساوی پانچ ڈالر۔ گویا یہ ”معینہ شرح مبادلہ“ (Fixed Exchange Rate) کی مثال ہے۔ اب سکے سونے یا چاندی کے بنے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ کاغذی نوٹ ہوتے ہیں۔ لہذا ان کی شرح مبادلہ ملک کا مرکزی بینک مقرر کرتا ہے۔

چلک دار یا متغیر پندیر شرح مبادلہ (Flexible or Floating Exchange Rates):

جب دونوں ممالک کاغذی زر کے معیار پر ہوں یعنی ان کی کرنسیاں کاغذی نوٹوں پر مشتمل ہوں تو ان کی باہمی شرح مبادلہ ان کی ”قوت خرید“ (Purchasing Power) کے مطابق مقرر ہوتی ہے۔ مثلاً فرض کریں کہ امریکہ میں ایک ڈالر یعنی اشیاء خرید سکتا ہے پاکستان میں اتنی چیزیں 80 روپے میں خریدی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ایک ڈالر 80 روپے کے برابر ہوگا۔ لیکن چونکہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے کرنسیوں کی قوت خرید بھی کم و بیش ہوتی رہتی ہے اس لئے تبادلہ کی شرح بھی ایک سطح پر نہیں ٹھہری رہتی بلکہ کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ دونوں کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ دراصل ان کی رسد اور طلب کی بنا پر مقرر ہوتی ہے۔ کرنسیوں کی رسد و طلب کا کاروبار دونوں ملکوں کی درآمد برآمد پر ہوتا ہے۔ اس لئے اگر پاکستان کی درآمدات اس کی برآمدات سے زیادہ ہو جائیں تو اسے زیادہ ڈالروں کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے ایک ڈالر کے 80 کے بجائے 80 سے زیادہ روپے دینے پڑیں گے اور شرح مبادلہ بدل جائے گی۔ اس کے برعکس اگر پاکستان کی درآمدات اس کی برآمدات سے کم ہوں تو ڈالروں کی ضرورت کم ہو جائے گی اور اب ایک ڈالر 80 کے بجائے 80 سے کم روپوں میں مل سکے گا۔ گویا عام طور پر شرح مبادلہ دونوں کرنسیوں کی روزمرہ رسد و طلب کی بنا پر مقرر ہوگی۔ اگرچہ یہاں صرف دو کرنسیوں (روپے اور ڈالر) کی مثال دی گئی ہے لیکن حقیقت میں تمام مختلف کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ بھی ایسے ہی مقرر ہوتی ہے۔

”The balance of supply and demand for foreign exchange determines the foreign exchange rate of a currency.” (PAS)

”اس سے مراد شرح مبادلہ کا وہ نظام ہے جس کے تحت حکومت کی مداخلت کے بغیر کرنسیوں کی رسد و طلب کی باہمی آزادانہ قوت و حرکت سے بیرونی شرح مبادلہ مقرر ہوتی ہے۔“

اس کے برعکس اگر حکومت اپنی کرنسی کی کسی دوسری کرنسی کے حوالہ سے شرح مبادلہ مقرر کر دے اور اپنی مرضی سے اس میں رد و بدل کرے تو اسے بھی معینہ شرح مبادلہ کہا جاسکتا ہے۔

”معینہ شرح مبادلہ“ بمقابلہ ”تغیر پندیر شرح مبادلہ“

(Fixed vs Fluctuating Exchange Rate)

مختلف کرنسیوں کی باہمی شرح تبادلہ کے سلسلے میں یہ مسئلہ بھی حل طلب ہے کہ شرح مبادلہ معینہ ہونی چاہئے (یعنی یہ ایک ہی معیار پر مقرر رہنی چاہئے) یا متغیر پندیر ہونی چاہئے (یعنی حسب ضرورت اس میں تبدیلی ہو جانی چاہئے)۔ ماہرین معاشیات نے دونوں کی حمایت اور مخالفت میں دلائل پیش کئے ہیں جن کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

معینہ شرح مبادلہ کے حق میں دلائل اور فوائد (Merits of Fixed Exchange Rate):

(i) اندرونی معاشی استحکام:

اگر کوئی ملک اپنی کرنسی کی دوسرے ممالک کی کرنسیوں کے حوالے سے شرح مبادلہ معین کر دے تو اس کی درآمدات اور برآمدات کا

سلسلہ بڑی سازگاری سے چلتا رہتا ہے اور اندرون ملک معاشی استحکام برقرار رہتا ہے، کیونکہ اگر شرح مبادلہ میں تبدیلی ہوتی رہے تو اس کا ناگوار اثر درآمدات و برآمدات کی مقدار اور مالیت پر بھی پڑتا ہے اور یوں ملکی معیشت عدم استحکام کا شکار ہو جاتی ہے۔

(2) بیرونی اثرات سے بچاؤ: چونکہ بین الاقوامی تجارت کے باعث تمام ممالک کی معیشتیں آپس میں مربوط ہیں اس لیے اگر ایک ملک میں ناگوار معاشی حالات پیدا ہو جائیں مثلاً سردبازاری، افراط زر یا بے روزگاری وغیرہ تو کرنسیوں کی قیمتیں پڑنے پر شرح مبادلہ کے باعث ان حالات کا اثر دوسرے ملکوں کی معیشتوں پر بھی پڑ جاتا ہے۔ لیکن اگر شرح مبادلہ معینہ ہو تو ایسے اثرات کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

(3) تخمینی (Speculative) سرگرمیوں کا خاتمہ: اگر کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ معینہ ہو تو کرنسیوں کی پیشگی خرید و فروخت (Dealing in Advance) کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ درآمد و برآمد کرنے والے تاجروں کو اطمینان ہوتا ہے کہ مال خریدنے اور فروخت کرنے کے درمیانی عرصے میں شرح مبادلہ کے گر جانے یا بڑھ جانے کا کوئی خطرہ نہیں بلکہ وہ پورے اطمینان سے کاروبار کرتے رہتے ہیں۔

(4) غیر متوقع (Windfall) نفع یا نقصان کے عنصر کا خاتمہ: اگر کرنسیوں کی شرح مبادلہ معینہ نہ ہو تو تعمیرات کے باعث غیر متوقع نفع یا نقصان کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں لیکن معینہ شرح کے ہوتے ہوئے ایسے غیر یقینی حالات سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

(5) طویل المیعاد سرمایہ کاری کا فروغ: معینہ شرح مبادلہ کی صورت میں سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو اطمینان ہوتا ہے کہ کافی مدت تک کرنسیوں کی شرح مبادلہ ایک ہی معیار پر برقرار رہے گی لہذا وہ اطمینان سے طویل المیعاد سرمایہ کاری کر سکتے ہیں جس سے ملک میں صنعت کاری فروغ پاتی ہے۔ معینہ شرح مبادلہ کے حق میں دیئے گئے مذکورہ بالا دلائل کو تقیید پر شرح مبادلہ کے خلاف دلائل بھی تصور کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ بدلتی رہے تو مذکورہ بالا فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔

چلکدار شرح مبادلہ کے حق میں دلائل اور فوائد

(Merits of Floating Exchange Rate)

- (1) آزادانہ (Independent) معاشی پالیسی: اگر کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ معینہ نہ ہو بلکہ منڈی کے حالات کے مطابق ان کا تعین طلب و رسد کی آزادانہ قوتوں سے خود بخود تو اس کا یہ فائدہ ہے کہ ملک آزادانہ اور خود مختار معاشی پالیسی اختیار کر سکتا ہے، کیونکہ معینہ شرح مبادلہ کو برقرار رکھنے کے لیے اسے بعض اوقات اپنی کرنسی کی مقدار گھٹانا پڑتی ہے جس کے نتیجہ میں ملک میں سردبازاری اور بیرونی تجارتی بحال جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
- (2) اندرون ملک معاشی استحکام: کسی ملک کی معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اندرونی طور پر معاشی استحکام برقرار رہے، یعنی قیمتوں میں پیداوار و روزگار سرمایہ کاری اور آمدنی میں استحکام۔ لیکن یہ مقاصد صحیحی حاصل ہو سکتے ہیں جب بیرونی شرح تبادلہ میں بیرونی معاشی حالات کے مطابق خود بخود کی پیشی ہوتی رہے اور اس کا اثر اندرونی معیشت پر کم سے کم پڑے۔

(3) استقبالی شرح مبادلہ (Forward Exchange Rate):

ماہرین کی رائے یہ ہے کہ اگر شرح مبادلہ تقیید پر ہو تو پھر بین الاقوامی تجارت کے فروغ و ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں پڑتی کیونکہ ایکپورڈر اور ایکپورٹر کسی خسارے سے بچنے کے لئے کرنسیوں کی شرح مبادلہ طے کر کے ان کی خرید و فروخت پیشگی کر لیتے ہیں۔ گویا ایک خاص مدت تک ان کے لئے کرنسیوں کی شرح مبادلہ معینہ ہو جاتی ہے۔

(4) آواٹیکوں کے توازن کی اصلاح: اگر شرح مبادلہ چلک دار ہو تو اس میں تعمیرات کے باعث ملک کے آواٹیکوں کے توازن میں خود بخود اعتدال کاربجھان پیدا ہو جاتا ہے۔

(5) اندرونی استحکام: اگر شرح مبادلہ معینہ ہو تو بیرونی دنیا میں رونما ہونے والے افراط زر یا تفریط زر کے اثرات ملک کی اندرونی معیشت پر پڑتے ہیں۔ لیکن اگر شرح مبادلہ تقیید پر ہو تو بیرونی ناگوار معاشی حالات کے باعث صرف شرح مبادلہ میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ملک کے اندر معیشت ان اثرات سے محفوظ رہتی ہے۔

(6) ”طلب و رسد“ کا سنہری اصول: بعض ماہرین معاشیات یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ معاشی دنیا میں ہر شے کی قدر و قیمت اس شے کی رسد و طلب کی قوتوں سے آزادانہ طے پاتی ہے لہذا اگر کرنسیوں کی شرح مبادلہ کا تعین بھی ان کی رسد و طلب کی قوتوں پر چھوڑ دینا چاہئے اور مصنوعی طور پر شرح مبادلہ کو ایک معیار پر مقرر نہیں کرنا چاہئے۔

تقیید پر شرح مبادلہ کے حق میں دیئے گئے مذکورہ بالا دلائل کو معینہ شرح مبادلہ کے خلاف دلائل بھی تصور کیا جاسکتا ہے، کیونکہ اگر کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ معینہ رہے تو مذکورہ بالا فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کی کرنسی کی شرح مبادلہ معینہ نہیں ہے بلکہ تقیید پر ہے۔



ماڈل پرچہ سوالات

انشائیہ (Subjective) حصہ اول (Section I)

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

- 1- پاکستان کی چار اہم برآمدات کیا ہیں؟
جواب: (i) سوئی دھماکہ (ii) چاول (iii) بیرونی (iv) کپاس
- 2- پاکستان کو بیرونی تجارت سے ہونے والے دو فائدے بتائیں؟
جواب: (i) زرمبادلہ میں اضافہ (ii) معاشی استحکام میں بہتری (iii) روزگار میں اضافہ (iv) نئی ٹیکنالوجی سے واقفیت
- 3- کارکنوں کی ترسیلات سے کیا مراد ہے؟
جواب: جب پاکستان کے لوگ ملک سے باہر جا کر پیسے کا کر ملک کے اندر بھیجتے ہیں تو اسے کارکنوں کی ترسیلات کہا جاتا ہے۔

- 4- پاکستان کی برآمدات میں تفریق سے کیا مراد ہے؟
جواب: پاکستان کی برآمدات ایک نوعیت کی نہیں ہوتی چاہیں بلکہ مختلف اقسام پر مشتمل ہوتی چاہیں ایک قسم کی نوعیت پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔
- 5- پاکستان کی تین اقسام درآمدات ہیں۔ ان کے نام بتائیے؟
جواب: (i) اشیائے سرمایہ (ii) صنعتی خام مال (iii) اشیائے سارفین

- 6- پاکستان کی اہم درآمدات بتائیں؟
جواب: (i) مشینری (غیر برقی) (ii) پٹرول و پٹرولیم (iii) نقل و حمل کا سامان (iv) کیمیکلز

- 7- پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کی چار وجوہات بیان کریں؟
جواب: (i) درآمدات میں اضافہ (ii) درآمدات کی قیمتوں میں اضافہ (iii) برآمدات کم ہیں (iv) کارکنوں کی ترسیلات میں کمی

- 8- معاشی تعاون کی تنظیم میں کون سے ممالک شامل ہیں؟
جواب: (i) پاکستان (ii) ترکی (iii) ایران

- 9- بین الاقوامی تجارت کے چار فوائد لکھیں؟
جواب: (i) ضروری اشیاء کا حصول (ii) زائد از ضرورت (iii) زرعی، صنعتی ترقی (iv) سرکاری آمدنی کا ذریعہ

حصہ دوم (Section II)

سوال نمبر 2: درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات تحریر کریں:

- (i) پاکستان کی بیرونی تجارت کی نمایاں خصوصیات بیان کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2009ء، لاہور بورڈ 2011ء)
- (ii) پاکستانی معیشت میں بیرونی تجارت کی اہمیت بیان کریں۔

- (iii) پاکستان کی برآمدات میں کس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے؟
- (iv) پاکستان کے توازن ادائیگی میں خرابی کی وجوہات بتائیے۔ (بہاولپور بورڈ 2011ء، میرپور آزاد کشمیر بورڈ 2011ء)
- (v) پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے؟
- (vi) سارک ممالک (SAARC) کے اہم مقاصد بیان کیجئے۔
- (vii) عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے پاکستانی معیشت پر اثرات بیان کیجئے۔
- (viii) بین الاقوامی سطح پر کرنسیوں کی شرح مبادلہ کی تعیین ہوتی ہے؟
- (ix) برآمدات بڑھانے کے لئے حکومت کی کوشش کا ذکر کیجئے؟ (سرگودھا بورڈ 2009ء)

معروضی (Objective)

سوال نمبر 3: ہر سوال کے ایک سے زیادہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

- (1) پاکستان دوسرے ملکوں کو برآمد کرتا ہے:
(A) خوردنی تیل (B) چائے (C) آلات جراحی ✓ (D) کیمیکلز
- (2) پاکستان کی اہم برآمدی شے یہ ہے:
(A) ہو زری و تیار کپڑے ✓ (B) چڑا (C) مچھلی (D) کپاس
- (3) ہماری برآمدات میں مصنوعات کا حصہ اس قدر ہے:
(A) 45 فیصد (B) 55 فیصد (C) 65 فیصد (D) 75 فیصد ✓
- (4) پاکستان کی درآمدات میں یہ شامل ہیں:
(A) قالین (B) مشینیں ✓ (C) سوئی کپڑا (D) کپاس
- (5) پاکستان کی درآمدات میں یہ شامل نہیں:
(A) پٹرولیم (B) سامان مواصلات (C) قالین ✓ (D) چائے
- (6) سارک ممالک کی چودہویں کانفرنس اس شہر میں ہوئی:
(A) ڈھاکہ (B) دہلی ✓ (C) اسلام آباد (D) کولمبو
- (7) ایکو (ECO) کے رکن ممالک کی تعداد ہے:
(A) آٹھ (B) دس ✓ (C) بارہ (D) پندرہ
- (8) سارک تنظیم کا صدر دفتر یہاں ہے:
(A) ٹوکیو (B) کھٹمنڈو ✓ (C) لکھنؤ (D) کابل
- (9) پاکستان کی نسبت درآمد و برآمد ہے:
(A) موافق (B) غیر موافق ✓ (C) مساوی (D) غیر مساوی
- (10) پاکستان میں روپے کی بیرونی قدر اس سال کم کی گئی:
(A) 1970ء (B) 1972ء ✓ (C) 1974ء (D) 1976ء